

جناب مولوی نواز احمد صاحب

ترجمہ : رحمان مذب

ٹیکنالوجی

اور
میں اسلام کا حصہ

صنعتی فنون

اسلام کے پھیلنے سے کئی مغربی ملکوں نے سائنسی علوم کے تمام شعبوں میں نامور مسلمانوں سے استفادہ کیا۔ مغرب نے ان علوم سے عملی طور پر صنعتی فنون اور ٹیکنالوجی میں بھی فائدہ اٹھایا۔ مسلمانوں کو کاغذ سازی، پارچہ بانی اور دھات کے کام میں جو مہارت حاصل تھی اس سے ان ملکوں کے باشندوں کو خاطر خواہ فائدہ پہنچا جو مسلمانوں کے زیر نگین رہے۔ پھر مسلمانوں کی خوشحالی سے یورپی تجارت کو زبردست تحریک ملی۔ اس طرح مغربی دنیا کے کئی حصوں میں معیار زندگی بلند ہوا۔

کاغذ سازی | مسلمانوں نے آغاز ہی میں جن صنعتوں میں مہارت پیدا کی ان میں کاغذ سازی شامل ہے۔ آٹھویں صدی میں ہی سمرقند میں نہایت نفیس قسم کا تحریری کاغذ بننا تھا۔ بغداد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ۷۹۴ء میں یہاں کاغذ کا پہلا کارخانہ لگا۔ اس کے بعد تمام سرکاری دفاتر میں کاغذ نے چرخی پارچے کی جگہ لے لی۔ مسلمانوں کے دوسرے شہروں میں مختلف قسم کے سفید اور رنگین کاغذوں کے کارخانے کھولے گئے۔ جہاں میں سبز لویں سے کاغذ بنانے اور شام میں بہترین قسم کا کاغذ تیار کرنے کے کارخانے قائم کئے گئے۔ طرابلس کاغذ کی نفیس اقسام کے لئے مشہور تھا، مصر میں کاغذ بنانے کے پہلے کارخانے نویں صدی عیسوی میں کھولے گئے۔ دسویں صدی کی ابتدا میں نہ صرف بغداد بلکہ تمام دنیا سے اسلام میں کاغذ نے چرخی پارچے کی جگہ لے لی تھی۔ اب تک کاغذ پر تحریر کیا ہوا قدیم مسودہ احادیث کے موضوع کی وضاحت کے بارے میں ہے۔ اس کا نام "غریب الحدیث" ہے۔ اور ابو عبیدہ کی تالیف۔ اس کی تاریخ ۷۴۷ شمسی خیال کی جاتی ہے۔ اسے الینڈ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ کہ یہ وہاں لیڈن کی یونیورسٹی کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔

بعد ازاں کاغذ سازی کی صنعت مراکش پہنچی اور وہاں اسلامی مملکت ہسپانیہ میں ۱۲۵۰ شمسی

میکنالوجی

ہسپانیہ میں اسلامی صنعتی مرکز | عہد اسلام میں ہسپانیہ یرپ کا سب سے مالدار، خوشحال اور گنجان آباد ملک تھا، اس کا دار الحکومت اپنے تیرہ سو پارچہ بافوں پر نازاں تھا۔ اُون اور ریشم کے کپڑے قرطبہ، مالقہ اور المیریا (المریہ) میں تیار کئے جاتے تھے۔ المیریا ہی میں کانسے کے برتن اور شیشہ بنایا جاتا تھا۔ ولینشیا میں پیڑنا کے مقام پر برتن بنتے تھے۔ یہ تو بلکہ برتنوں کا گھر تھا۔ چین اور العرب سونے اور چاندی کی کانوں کے لئے مشہور تھے۔ اسی طرح قرطبہ جیسے کے لئے مشہور تھا۔ یہ دعائیں طلیطلہ کی ایک بڑی صنعت میں کمیتی تھیں یہاں نہایت نفیس قسم کی منقش تلواریں بنتی تھیں۔ پہلے دمشق نے شہرت پائی، پھر اسی طرح طلیطلہ نے تلواروں کی صناعی اور دلفریبی کے باعث نام پایا۔ یہ تلواریں فولاد سے تیار کی جاتیں۔ ان میں سونے اور چاندی سے پھول بدلتے بناتے۔ یہ فن پہلے دمشق میں رائج ہوا اور نام کی رعایت سے دمشقین کہلایا۔

یہی ہنرمندی دھات کے کام میں دکھائی گئی ہے جس سے جواہرات کی صنعت کو فروغ ملا۔ اس کے لئے مالقہ سے قیمتی یا قوت حاصل کئے جاتے۔ سنتے ہیں کہ بازو بندوں، بروچوں اور ہاروں کے علاوہ سنار شجر طلائی ایسے غضب کے تازک زیور بناتے تھے۔ پھر سلمان ریاضی دانوں نے جو گھڑیاں بنائیں ان کے لئے نہایت خوشنما خانے اور خول تیار کرتے تھے۔ اسی طرح ہم چمڑے کی صنعت میں مسلمانوں کی کاریگری اور ڈیزائن کی خوبی اور اعلیٰ معیار دیکھ سکتے ہیں۔ ہسپانیہ کے کاریگروں نے مراکش سے چمڑے کی دباغت اور اس میں نقش ابھارنے کا کام سیکھا۔ ان آسائشی صنعتوں کے پہلو پہ پہلو ہسپانیہ میں عطر سازی کی صنعت نے بھی بہت زیادہ فروغ پایا تھا۔

۱۔ MALAGA جنوبی اندلس کے ایک صوبے اور دار الحکومت کا نام ہے۔ رومن نام "مالاکا" تھا۔ مالقہ میں ملک کی ایک تحصیل ہے۔ یہاں لوہے اور سیسے کی کانیں ہیں۔ ان میں مسلمانوں نے فتح کیا۔ اسے بڑا شہر اور بندرگاہ بنادیا۔ یہاں کی شراب بہت شہرت تھی۔ نہایت نفیس اور قیمتی کپڑا بنایا جاتا جس کی قیمت بعض اوقات ہزاروں دہم ہوتی (درہم سے جنوبی اندلس کا ایک شہر یہاں پہاڑوں کے کئی سلسلے اور کئی مادیاں ہیں۔ قدرتی ذخائر بہ کثرت پائے جاتے ہیں۔ تانبے، لوہے، پارے، جست، گندھک کی بہترین کانیں ملتی ہیں۔ سنگ مرمر بھی نکلتا ہے۔ پہلی صدی ہجری میں مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔ یہاں مسلمانوں نے جہاز سازی کے کارخانے اور اسلحہ خانے بنائے۔ ریشم کے آٹھ موکارخانے تھے۔ پھلواڑیاں باغ اور پرن پکیاں تھیں۔

جڑاؤ کام | علیحدہ کے کاریگروں کا نقش کئی کا فن کئی دوسری شکلوں میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ کافی لوگوں کا خیال ہے کہ قیمتی پتھر جڑنے کا فن اطالیہ میں آغاز پذیر ہوا، لیکن درحقیقت اسکی تکنیک مسلمانوں کو کئی صدی پہلے سے معلوم تھی۔ فلورنس میں تو اس کا رواج ۱۵۱۰ شمسی میں ہوا۔

یورپ میں مسلمانوں کی دستکاریوں کا فروغ پارچہ بانی مسلمانوں کی سب سے بڑی دستکاریوں میں سے ایک تھی۔ جے۔ ایچ کر میر لکھتا ہے :

”یہ مسلمان کاریگر ہی تھے جن کے سرفرائس اور اطالیہ میں پارچہ سازی کی صنعتیں قائم کرنے کا سہرا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ مسلمانوں کی خوشحالی کے طفیل صنعتی فنون کو عروج ملا۔ اس دور میں مصنوعات کا رنگ رُپ جمالیاتی اعتبار سے بے نظیر تھا۔“

یہ انکی حقیقت قابلِ توجہ ہے کہ ازمنہ وسطیٰ میں جرمنی کے شاہنشاہ کے ملبوسات پر عربی عبارت لکھی ہوتی۔

ایک اور یورپین مستشرق بتاتا ہے کہ مسلمانوں کے بنے ہوئے کپڑے بے حد خوشنما ہوتے تھے اس قدر خوشنما ہوتے تھے کہ جنگِ صلیب و ہلال میں رٹنے والے سپاہی اپنے دشمنوں اور حریفوں کے بنے ہوئے کپڑوں کو ترجیح دیتے اور انہیں پہنتے۔

اسلامی دور کے صنعتی فن و ہنر نے نفاست میں اعلیٰ پائے کا وصف پالیا تھا۔ قالین بانی نے خصوصیت سے ترقی کی۔ مصر اور شام میں مسلمانوں کی کھڑیوں سے ریشم کے جوڑاؤں کی دھاگے تیار کئے جاتے یورپ میں ان کی بڑی قدر و منزلت ہوتی۔ جنگِ صلیب و ہلال میں حصہ لینے والے مسیحی سپاہی اور دیگر اہل مغرب تمام کپڑوں پر انہیں ترجیح دیتے اور مسیحی اولیاء کے تبرکات ان میں لپیٹ رکھتے۔ عہدِ اسلام میں کپڑے کی صنعت درحقیقت بہت وسیع پیمانے پر مروج تھی۔ بارہویں صدی میں بغداد میں ایک دھاری دار دھاگہ بنا تھا جسے اتالی کہتے تھے۔ ہسپانیہ میں اس کی نقل کی گئی۔ یہی اطالیہ میں مقبول ہوا جہاں اس کا تجارتی نام ”تانی“ رکھا گیا۔ طسٹائی اور السوس غبستان میں کئی ایسے کارخانے قائم کئے گئے جن میں سونے کے تاروں کی کشیدہ کاری والا کپڑا تیار کیا جاتا۔ انہی کارخانوں میں سے جنگِ صلیب و ہلال کے مسیحی لشکریوں کے لئے ملبوسات آئے۔

اگرچہ عربوں کی کپڑے کی تجارت بہت وسیع تھی پھر بھی مغرب کی منڈیوں کی روز افزائی مانگ (مسلمانوں کے) کارخانے پوری نہ کر پاتے، چنانچہ دستی کھڑیوں اور گھریلو صنعت سے کارخانوں کی مدد پوری کی جاتی۔ یہی حال قالینوں اور نفیس پچدکاری کا تھا۔ ہر طول و عرض اور ہر قیمت کے قالین برآمد کئے

جاتے۔ گمراہ ترین قالینوں میں سے ایک کی قیمت ایک کروڑ تیس لاکھ ڈالر معلوم ہوئی ہے۔
کپڑے اور قالین کی صنعتوں میں بھی رنگ روپ اور ہنرمندی کا وہی اعلیٰ معیار پایا جاتا جو مسلمانوں
کی دوسری دستکاریوں میں پایا جاتا۔ ایک معروف یورپی مستشرق کے الفاظ میں مصنوعات کے میدان میں
انہوں (مسلمانوں) نے انواع و اقسام، ڈیزائن کی دلغریبی، ہنرمندی اور مہارت میں تمام دنیا کو پیچھے
چھوڑ دیا۔ وہ تمام دھاتوں - سونے، چاندی، تانبے، کانسی، لوہے اور فولاد پر کام کر لیتے۔ پارپر بانی
کے دھاگوں کی صنعت میں انہیں کبھی کسی نے مات نہیں کیا۔ وہ نفیس ترین قسم کا شیشہ اور برتن بناتے
رنگ ساغی اور کاغذ سازی کے اسرار و رموز سے آگاہ تھے۔ انہیں چمڑہ بنانے کے کئی کئی طریقے آتے
تھے۔ اور یورپ بھر میں ان کے کام کا شہرہ تھا۔

محد بالا شیشے کی صنعت کا مرکز دمشق تھا۔ جہاں اعلیٰ درجے کے بلوری ظروف تیار ہوتے بفسوں
تیمور نے اسے برباد کیا۔ دمشق میں مسجدوں کے لئے خاص چراغ تیار کئے جاتے اور پھر دنیا بھر اسلام
کے گوشے گوشے میں بھیجے جاتے۔ دمشق ہی وہ شہر تھا جہاں سے شیشے کی صنعت وینس پہنچی۔
مسلمانوں ہی نے اٹالوی کاریگروں کو کام کے اسرار و رموز بتائے۔

مسلمانوں نے یورپ میں صرف نئی صنعتیں ہی قائم نہیں کیں بلکہ وہاں سے وہ ایسی خام اشیاء
بھی لے لیتے جو ان کے اپنے ملکوں میں ناپید تھیں۔ مثلاً عنبر، بجزہ، بالٹک کے ساحل سے اور پرستین
روس سے منگواتے۔ بغداد ایسے شہروں کی منڈیوں میں جس انداز سے یورپ کے انتہائی شمالی علاقوں
کی خام اشیاء پہنچیں۔ اس پر پروفیسر ہیل نے خاص توجہ دی ہے۔ خام اشیاء کے عوض عرب ان علاقوں
کو اپنی مصنوعات بھیجتے۔

پروفیسر ہیل کے بقول عرب ان ملکوں (روس، شمالی یورپ) کو مٹی ہوئی چیزیں جو اہرست،
دھات کی آریاں، بلوری ٹکے، گرم مسالا اور مچھلی مار ٹم مہیا کرتے۔ درآمد اور برآمد پر اچھلتی ہوئی
نظر ڈالنے سے اسلامی سلطنت کی تہذیبی برتری عیاں ہوتی ہے۔ شمال کو اس کے خام مال کے
عوض اسلامی سلطنت مصنوعات بھیجتی۔

- مصائب کا مقابلہ صبر سے اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو۔
- حضرت علیؑ
- موت سے بڑھ کر کوئی سچی اور امید سے بڑھ کر کوئی جھوٹی چیز نہیں۔
- بخود تراجم فساد عمل کا موجب ہے اور صحت عمل صحت علم پر منحصر ہے۔